امت مسلمہ کا مقصد وجود

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ امابعد، قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطاً لِّتَكُونُواْ شُهَدَاء عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيداً وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنتَ عَلَيْهَا إِلاَّ لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّن يَنقَلِبُ عَلَى عَقِبَيْهِ وَإِن كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلاَّ عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللّهُ وَمَا كَانَ اللّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللّهَ بِالنَّاسِ لَرَؤُوفٌ رَّحِيمٌ .صدق الله العظیم

ساری تعریف اللہ کے لئے ہے جو کائنات کا تنہا خالق و مالک اور حاکم ہے۔ جو کمال درجہ کی حکمت، قدرت اور رحمت کے ساتھ اس میں فرماں روائی کر رہا ہے۔ جس نے انسان کو پیدا کیا، اس کو علم وعقل کی قوتیں بخشیں۔ اسے زمین میں اپنی خلافت سے سرفراز کیا اور اس کی رہنمائی کے لئے کتابیں اتاریں اور پیغمبر بھیجے۔ پھر خدا کی رحمتیں ہوں اسکے ان نیک اور برگزیدہ بندوں پر جو انسان کو انسانیت سکھانے آئے۔ جنھوں نے آدمی کو اسکے مقصد زندگی سے خبر دار کیا اور اسے دنیا میں جینے کا صحیح طریقہ بتایا۔ آج دنیا میں ہدایت کی روشنی، اخلاق کی پاکیزگی و پرہیزگاری جو کچھ بھی پائی جاتی ہے وہ سب خدا کے ان ہی برگزیدہ بندوں کی رہنمائی کی بدولت ہے اور انسان کبھی ان کے بار احسان سے سبکدوش نہیں ہوسکتا۔

برادران اسلام! بحیثیت مسلمان ہم پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ وہ ذمہ داریاں صرف یہی نہیں ہیں کہ ہم اللہ پر، اسکے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اسکے رسولوں پر اور یوم آخرت پر ایمان لائیں۔ وہ صرف اتنی ہی نہیں ہیں کہ ہم نکاح، طلاق، وراثت وغیرہ معاملات میں اسلام کے مقرر کئے ہوئے ضابطے پر عمل کریں بلکہ ان سب کے علاوہ ایک بڑی اور بھاری ذمہ داری ہم پر یہ بھی عائد ہوتی ہے کہ ہم تمام دنیا کے سامنے اس حق کے گواہ بن کر کھڑے ہوں جس پر ہم ایمان لائے ہیں۔ مسلمان کے نام سے آپ کو ایک مستقل امت بنانے کی واحد غرض جو قرآن میں بیان کی گئی ہے وہ یہی ہے کہ آپ تمام بندگنان خدا پر حق کی گواہی کی حجت پوری کردیں۔

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطاً لِّتَكُونُواْ شُهَدَاء عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيداً۔

سورۃ بقرۃ آیت نمبر 143 میں اللہ کا ارشاد ہے۔

''اور اس طرح تو ہم نے تمھیں ایک امت وسط بنایا ہے تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو''۔ اور یہ محض حکم ہی نہیں بلکہ تاکیدی حکم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ومن اظلم ممن کتم شهادة عنده من الله ۔ اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جس کے پاس اللہ کی طرف سے ایک گواہی ہو اور وہ اسے چھپائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بھی بتادیا کہ اس فرض کو انجام نہ دینے کا نتیجہ کیا ہوگا۔ ہم سے پہلے یہودیوں کو یہ منصب دیا گیا تھا لیکن انھوں نے نہ صرف حق کو چھپایا بلکہ حق کے بجائے باطل کی گواہی دی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے انہیں دھتکار دیا اور پھٹکار پڑی:

ضربت علیهم الذلة والمسكنته وبائو بغضب من الله ۔(البقرۃ 61) ذلت خواری اور پستی و بدحالی ان پر مسلط ہوگئی اور وہ للہ کے عذاب میں گھر گئے۔

بردران اسلام! دنیا کے سامنے حق کے گواہ بن کر ٹھیرنے اور شہادت حق کی ذمہ داری ادا کرنے سے مراد یہ ہے کہ جو حق آپ کے پاس آیا ہے اور سچائی کی جس روشنی سے آپ بہرہ مند ہوئے ہیں اسے دنیا کے سامنے پیش کردیں اور گواہی دیں کہ یہی حق ہے اور سیدھا راستہ یہی ہے اور اس راستے پر چلنے سے

نجات ممکن ہے۔دین کی اصطلاح میں اسے حجت قائم کرنا کہتے ہیں۔دنیا میں تمام انبیاء ورسل اسی کام کیلئے آئے تھے۔آپ اس گواہی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کر سکتے ہیں کہ نوع انسانی کیلئے اللہ تعالیٰ نے باز پرس اور جزا وسزا کا جو قانون مقرر کیا ہے اس کی ساری بنیاد ہی اسی گواہی پر ہے ۔اللہ تعالیٰ حکیم رحیم اور انصاف کو قائم کرنے والا ہے۔یہ بات اسکی حکمت ورحمت سے بعید ہے کہ لوگوں کو اس کی مرضی معلوم نہ ہو اور وہ انہیں اس بات پر پکڑے کہ وہ اس کی مرضی کے خلاف چلے۔لوگ نہ جانتے ہوں کہ راہ راست کیا ہے اور وہ گمراہی پر ان سے مواخذہ کرے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے آفرینش کی ابتدا ہی ایک پیغمبر سے کی اور پھر وقتاً فوقتاً بے شمار پیغمبر بھیجے تا کہ نوع انسانی کو خبر دار کیا جائے کہ تمہارے معاملے میں تمہارے خالق کی مرضی یہ ہے۔تمہارے لئے زندگی بسر کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے۔یہ رویہ ہے جس سے تم اپنے مالک کی رضا کو پہنچ سکتے ہو۔یہ کام ہیں جو تم کو کرنے چاہئے۔یہ کام ہیں جن سے تم کو بچنا چاہئے اور یہ امور ہیں جن کی تم سے باز پرس کی جائے گی۔

محترم سامعین! یہ ہے شہادت حق کی وہ نازک ذمہ داریاں جو ان سب لوگوں پر عائد ہوتی ہے جو اپنے آپ کو امت مسلمہ کہتے ہیں اور جن کے پاس خدا کی کتاب اور ان کے انبیاء کی ہدایت پہنچ چکی ہے۔یہ شہادت دو طریقوں سے ادا کی جا سکتی ہے۔ایک قولی شہادت اور دوسری عملی شہادت۔قولی شہادت کی صورت یہ ہے کہ ہم زبان وقلم سے دنیا پر اس حق کو واضح کریں جو انبیاء کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔سمجھانے اور دلنشین کرنے کے جتنے طریقے ممکن ہیں ان سب سے کام لے کر، تبلیغ ودعوت اور نشر واشاعت کے جتنے ذرائع ممکن ہیں ان سب کو استعمال کر کے ہم دنیا کو دین کی تعلیم سے روشناس کریں ۔اور دلائل وشواہد سے حق کا حق ہونا ثابت کر دیں۔اب رہی عملی شہادت تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی میں ان اصولوں کا عملاً مظاہرہ کریں جن کو ہم حق کہتے ہیں۔دنیا صرف ہماری زبان سے ہی اس صداقت کا ذکر نہ سنے بلکہ خود اپنی آنکھوں سے خود ہماری زندگی میں ان کی خوبیوں اور برکتوں کا مشاہدہ کر لے۔وہ خود دیکھ لے کہ اس دین کی رہنمائی میں کیسے اچھے انسان بنتے ہیں۔کیسی عادل سوسائٹی تیار ہوتی ہے۔

کیسے صالح معاشرت وجود میں آتی ہے۔کس قدر ستھرا اور پاکیزہ تمدن پیدا ہوتا ہے۔اور اس شہادت کی تکمیل اس وقت ہوگی جب ایک اسٹیٹ انہی اصولوں پر قائم ہو جائے اور وہ پورے دین کو عمل میں لاکر اپنے عدل وانصاف سے، اپنے اصلاحی پروگرام سے، اپنے حسن انتظام سے، اپنے حکمرانوں کی نیک سیرت سے اور راستبازانہ پالیسوں سے اس بات کی شہادت دے کہ جس دین نے اس اسٹیٹ کو جنم دیا ہے وہ درحقیقت انسانی فلاح کا ضامن ہے۔

برادران اسلام! یہ ہے مسلمانوں کا مقصد وجود یعنی دنیا کے انسانوں کے سامنے دین کی گواہی پیش کرنا۔لیکن جب ہم اپنی صفوں کا جائزہ لے کر دیکھتے ہیں تو ایک بالکل الٹی تصویر ہمیں نظر آتی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مسلمانوں میں ایک کثیر تعداد دینی فرائض کا شعور رکھتی ہے۔وہ اسلامی وضع قطع، پاکی وطہارت کا اہتمام کرتے ہیں اور عبادات کا شغف بھی رکھتے ہیں۔لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ اپنے منصبی فریضہ کے معاملہ میں غفلت کا شکار ہیں ۔امت مسلمہ کا آپ جائزہ لیں تو آپ کو نظر آئے گا کہ آج مختلف شعبوں اور میدانوں میں مسلمان اپنے اسلامی نظریہ، دینی فکر اور اخلاق وکردار کا کوئی اثر چھوڑنے میں ناکام ہیں بلکہ وہ بڑے شوق سے ان لوگوں کی تقلید کر رہے ہیں جو اللہ کے دین کے دشمن ہیں۔ہم کو سوچنا چاہئے کیا "شہادت علی الناس" کے منصب پر فائز ملت کے افراد کو اس طرح کا طرز عمل زیب دیتا ہے؟

آج مسلمان تعداد کے اعتبار سے دنیا میں دوسری عظیم اکثریت ہیں۔ان کے پاس ہر طرح کے وسائل وذرائع ہیں، ان کے پاس کوئلہ بھی ہے، پٹرول بھی ہے، لوہا بھی ہے، سونا بھی ہے، وہ دولت مند بھی ہیں اور دنیا کے کتنے ہی حصوں میں ان کی اپنی حکومتیں بھی ہیں۔مگر بات تلخ سہی لیکن حقیقت ہے کہ اس مذہبی تقدس اور دولت وحکومت کے باوجود سب سے زیادہ ذلیل وخوار اور بے وزن یہی مسلمان قوم ہے، نہ ان کی اپنی کوئی رائے ہے، نہ کوئی منصوبہ، نہ

کوئی وقار ہے اور نہ کوئی اعتبار، انفرادی حیثیت سے ان میں یقیناً لاکھوں ایسے ہیں جن پر انسانیت فخر کرسکتی ہیں لیکن اجتماعی حیثیت سے دنیا میں ان کا کوئی مقام نہیں ہے۔ آپ اسی امت کے ایک فرد ہیں۔ آپ کا مستقبل امت کے مستقبل سے وابستہ ہے، کیا آپ کو یہ احساس پریشان کرتا ہے کہ امت کو اس ذلت سے نکالا جائے اور اس کو عظمت رفتہ حاصل کرنے کے لئے پھر بے تاب کردیا جائے۔

کبھی آپ نے غور کیا کہ اس بے قدری اور ذلت کی کیا وجہ ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ امت نے اپنا وہ فرض بھلا دیا ہے، جس کے لئے خدا نے اس کو پیدا کیا تھا۔ امت مسلمہ عام امتوں کی طرح کوئی خودرو امت نہیں ہے۔ اس کو خدا نے ایک خاص منصوبے کے تحت ایک عظیم مقصد کیلئے پیدا کیا ہے۔ خدا نے اس کی زندگی کا وہی مشن قرار دیا ہے جو اپنے دور میں خدا کے پیغمبروں کا مشن رہا ہے۔ نبوت کا سلسلہ نبی امی ﷺ پر ختم ہوگیا۔ آپ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ خدا کے بندوں تک خدا کا دین پہنچانے کا کام اب رہتی دنیا تک اسی امت کو انجام دینا ہے، یہی اس کی زندگی کا مقصد ہے، اسی کی خاطر خدا نے اسے ایک امت بن کر رہنے کی تاکید کی ہے، اور اسی فرض کی ادائیگی سے اس کی تقدیر وابستہ ہے، خدا کا ارشاد ہے:

ولتكن منكم امة يدعون الى الخير (آل عمران:1.4)

"تم کو ایک ایسی امت بن کر رہنا چاہئے جو خیر کی طرف لوگوں کو دعوت دے"۔

خیر سے مراد ہر وہ نیکی اور بھلائی ہے جس کو نوع انسانی نے ہمیشہ نیکی اور بھلائی سمجھا ہے اور خدا کی وحی نے بھی اس کو نیکی اور بھلائی قرار دیا ہے، الخیر سے مراد وہ ساری نیکیاں ہیں جن کے مجموعے کا نام دین ہے، اور جو ہمیشہ خدا کے پیغمبر خدا کے بندوں تک پہنچاتے رہے ہیں۔

امت کہ کا کام یہ ہے کہ وہ خدا کے بندوں کو کسی امتیاز کے بغیر اس دین کی دعوت دے، اور اسی سوز اور تڑپ کے ساتھ دعوت کا کام کرے جس طرح خدا کے پیغمبروں نے کیا ہے، اس لئے کہ وہی مشن خدا نے س امت کے سپُرد کیا ہے۔

امت کی زندگی میں دعوت دین کے کام کی وہی حیثیت ہے جو انسانی جسم میں دل کی حیثیت ہے۔ اگر یہ دل دھڑکنا بند کردے تو پھر انسانی جسم، انسانی جسم نہیں ہے مٹی کا ڈھیر ہے۔ اس لئے کہ جسم کو صالح خون پہنچانے والا اور اس کو زندہ رکھنے والا دل ہے۔

ٹھیک یہی حیثیت دعوت دین کی بھی ہے۔ اگر امت یہ کام سرگرمی سے انجام دے رہی ہے۔ خدا کے منصوبے اور منشا کے مطابق امت میں صالح عناصر کا اضافہ ہو رہا ہے اور غیر صالح عنصر چھٹ رہا ہے، نیکیاں پنپ رہی ہیں اور برائیاں دم توڑ رہی ہیں تو امت زندہ ہے اور عظمت وعزت اور وقار و سربلندی اس کی تقدیر ہے، لیکن امت اگر اس فرض سے غافل ہوجائے۔ دعوت دین کے کام کا اسے احساس ہی نہ رہے تو وہ زندگی سے محروم ہے۔ اور مردہ ملت بھلا عزت وعظمت کا مقام کیسے پاسکتی ہے۔

خدا کے نزدیک بھی امت کی تمام تر اہمیت اسی وقت ہے جب وہ اس منصب کے تقاضے پورے کرے جس پر خدا نے اسے سرفراز فرمایا ہے۔ اگر وہ اس منصب ہی کو فراموش کردے ورا سے احساس ہی نہ رہے کہ خدا نے مجھے کس کام کے لئے پیدا کیا ہے تو پھر خدا کو کیا پرواہ کہ کون اسے پیروں میں روند رہا ہے اور کون اس کی عزت سے کھیل رہا ہے۔

برادران اسلام: منصبی فریضہ سے کوتاہی کا نتیجہ مسلمان دنیا میں ذلت وپستی اور محکومی کی شکل میں دیکھ رہے ہیں لیکن آخرت کی پکڑ تو اور بھی سخت ہے۔ ہمیں روز محشر جوابدہی سے گزرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے اور ہماری رہنمائی فرمائے کہ ہم اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق دین کی گواہی کا فریضہ انجام دے کر روز محشر سرخرو ہوسکیں۔ آمین۔ وآخر الدعوان ان الحمد للہ رب العالمین